OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 8, Issue 4 (October-December 2025)

مسئلہ کشمیر اور پاکستان کی آبی سلامتی: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Kasmir Issue and Pakistan's Water Security: A Research-Based and Analytical Study

Muhammad Jamal
M-Phil Scholar, Department of Islamic Studies Mohi ud Din Islamic University, MIU DIS, AJK, Pakistan
jamalqadrij@gmail.com
Dr. Asim Iqbal
Assistant Professor, Department of Islamic Studies Mohi ud Din Islamic University, MIU NS, AJK, Pakistan
asim.Iqbal@miu.edu.pk

Abstract

The Kashmir conflict, a longstanding geopolitical dispute between Pakistan and India, carries far-reaching implications beyond territorial sovereignty, prominently impacting Pakistan's water security. This research paper presents a comprehensive analytical study on the hydrological dimensions of the Kashmir issue, examining how Indian control over upstream water sources especially within Indian administered Jammu and Kashmir affects Pakistan's water flow under the framework of the Indus Water Treaty (IWT) of 1960. While the treaty allocates three western rivers (Indus, Jhelum, and Chenab) to Pakistan, India's infrastructural interventions such as dam constructions, hydroelectric projects, and water diversion strategies pose significant threats to the timely and sufficient flow of water to Pakistan's agricultural and domestic sectors. Employing qualitative and quantitative research methodologies, the study critically reviews official reports, legal frameworks,

CC BY

water usage data, and satellite imagery to assess the extent and consequences of upstream developments. It explores the nexus between hydro-politics and national security, highlighting the vulnerability of Pakistan's economy largely dependent on irrigation-based agriculture to Indian water control. Moreover, the study discusses international legal precedents, bilateral disputes under the IWT, and potential avenues for diplomatic or multilateral resolution. The study concludes that the Kashmir issue critically affects Pakistan's water security and sustainability. It urges Pakistan to adopt proactive water diplomacy, strengthen internal infrastructure, and engage with international forums.

Keywords: Kashmir Conflict, Indus Waters Treaty, Water Security

تمہید

برصغیر کی تقسیمِ ہند محض زمینوں کا بٹوارہ نہیں تھی بلکہ اس نے دریاؤں کے بہاؤ، وسائلِ قدرت اور ماحولیاتی توازن کو بھی نئی سرحدوں کے تابع کر دیا۔ مسئلہ کشمیر جو بظاہر ایک سیاسی و جغرافیائی تنازع کی صورت میں سامنے آیا، درحقیقت اس کے پسِ منظر میں ایک سنگین اور پیچیدہ آبی مسئلہ بھی پنہاں ہے، جو پاکستان کی زرعی معیشت، ماحولیاتی نظام اور قومی سلامتی کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستان کے لیے دریائے سندھ، جہلم اور چناب زندگی کی علامت ہیں جن کا منبع بھارتی زیرِ قبضہ جموں و کشمیر میں واقع ہے۔ اگرچہ ۱۹۶۰ میں طے پانے والا سندھ طاس معاہدہ دونوں ممالک کے درمیان پانی کی تقسیم کا ایک قانونی فریم ورک فراہم کرتا ہے، تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بھارت کی جانب سے ان دریاؤں پر یکطرفہ اقدامات، ڈیمز کی تعمیر اور پانی کے بہاؤ کو محدود کرنے جیسے اقدامات معاہدے کی روح اور پاکستان کی آبی خود مختاری کے لیے چیلنج بنتے جا رہے ہیں۔ یہ صورت حال نہ صرف دوطرفہ تعلقات کو کشیدہ بناتی ہے بلکہ پاکستان کے لیے پانی کے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کے خطرے کو بھی جنم دیتی ہے، جو اقوامِ متحدہ کے تسلیم شدہ انسانی حقوق اور بین الاقوامی آبی قوانین کی صریح خلاف ورزی ہے۔ چنانچہ مسئلہ کشمیر کا آبی زاویہ محض سفارتی بحث نہیں، بلکہ یہ پاکستان کے وجود، ترقی اور بقا کا مسئلہ بن چکا ہے۔ یہی تناظر اس تحقیقی مطالعے کا محرک ہے، جو مسئلہ کشمیر کے آبی اثرات کو ایک جامع، تحقیقی اور تجزیاتی انداز میں اجاگر کرتا ہے تاکہ پالیسی ساز اداروں، ماہرینِ قانون اور ماحولیاتی ماہرین کے لیے ایک علمی بنیاد فراہم کی جا سکے۔

مسئلے کا پس منظر

برصغیر کی تقسیم کے وقت آبی وسائل کی منصفانہ تقسیم کا کوئی مستقل نظام وضع نہ کیا جا سکا۔ نتیجتاً ۱۹۴۸ میں بھارت نے یک طرفہ طور پر پاکستان کا پانی بند کر دیا، جس سے آبی بحران پیدا ہوا۔ اس پس منظر میں ۱۹۶۰ میں عالمی بینک کی ثالثی میں سندھ طاس معاہدہ وجود میں آیا، جس کے تحت تین مشرقی دریا (ستلج، راوی، بیاس) بھارت کو اور تین مغربی دریا

(سندھ، جہلم، چناب) پاکستان کو دیے گئے۔ تاہم حالیہ دہائیوں میں بھارت نے مغربی دریاؤں پر کشن گنگا، بگلیہار اور رتلے جیسے متنازعہ ڈیمز تعمیر کیے، جس سے پاکستان کے پانی پر اثرات مرتب ہوئے۔ اس حوالے سے ماہر آبیات احمد کمال رقمطراز ہیں:

> بھارت کی جانب سے سندھ طاس معاہدے کی شقوں کا من مانا اطلاق اور مغربی دریاؤں پر متنازعہ تعمیراتی منصوبے پاکستان کے آبی تحفظ کے لیے ایک مسلسل خطرہ بن چکے ہیں۔[1]

اسی طرح معروف تجزیہ نگار طلعت مسعود لکھتے ہیں:

> مسئلہ کشمیر کو محض سرحدی تنازع سمجھنا ایک سطحی نقطہ نظر ہے، درحقیقت یہ تنازع پاکستان کی بقا اور آبی خود مختاری سے براہِ راست جڑا ہوا ہے۔[2]

بین الاقوامی ادارے بھی اس پہلو پر متوجہ ہو چکے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق:

> جنوبی ایشیا میں آبی وسائل پر ممکنہ جنگوں کی سب سے بڑی وجہ کشمیر کا خطہ ہے، جہاں دریاؤں کا منبع اور سیاسی عدم استحکام ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔[3]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسئلہ کشمیر صرف ایک سیاسی تنازع نہیں بلکہ پاکستان کے آبی، زرعی اور ماحولیاتی مستقبل سے وابستہ ایک ہمہ گیر خطرہ ہے، جس کا سنجیدہ اور دوررس تجزیہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

موضوع کی اہمیت وضرورت

مسئلہ کشمیر کے آبی اثرات حالیہ علاقائی کشیدگی کے تناظر میں غیر معمولی اہمیت اختیار کر چکے ہیں۔ پہلگام واقعے کے بعد پیدا ہونے والی جنگی صورتحال اور بھارت کی جانب سے سندھ طاس معاہدے کی صریح خلاف ورزی، دونوں عوامل اس تنازع کو آبی سلامتی کے بحران میں بدل چکے ہیں۔ بھارت نے آپریشن سندور کے تحت پانی بند کرنے کی دھمکی دی، جس کے جواب میں پاکستان نے آپریشن بنیان مرصوص شروع کیا۔ یہ صورت حال واضح کرتی ہے کہ کشمیر کا مسئلہ صرف سرحدی تنازع نہیں بلکہ پاکستان کی بقا، معیشت اور آبی خود مختاری کا مسئلہ ہے۔ لہذا اس کے آبی پہلوؤں کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ ناگزیر ہو چکا ہے۔

موضوعِ تحقیق کی حد بندی

یہ تحقیق مسئلہِ کشمیر کے تناظر میں پاکستان پر آبی اثرات کا مطالعہ قومی سلامتی، زراعت اور صنعت کے تین اہم پہلوؤں تک محدود ہے۔

مسئلہ کشمیر: پس منظر

تقسیم برصغیر (1947ء) کے وقت برصغیر میں 565 دیسی ریاستوں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ یا تو آزاد رہیں یا پاکستان وہندوستان میں سے کسی ایک ملک کے ساتھ الحاق کر لیں۔ ریاست جموں وکشمیر میں اس وقت 80٪ آبادی مسلم تھی۔ جبکہ ریاست کا حکمران مہاراجہ ہری سنگھ تھا۔ مہاراجہ ہری سنگھ کشمیر کو آزاد وخود مختار رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اگر وہ ریاست کا الحاق بھارت کے ساتھ کرتا تو مسلمانوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا جبکہ پاکستان کے ساتھ الحاق کی صورت میں ہندوؤں اور سکھوں کے لیے ناقابل قبول تھا۔[4]

انگریز حکومت نے standstill Agreement معاہدہ پیش کیا۔ اس معاہدے کی رو سے ایک سال تک دونوں ممالک (پاکستان و ہندوستان) اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ جو ریاستیں آزاد و خود مختار رہنا چاہیں وہ آزاد و خود مختار رہیں گی ۔بھارت نے اس معاہدے پر دستخط نہیں کیے جبکہ پاکستان کی طرف سے قائد اعظم محمد علی جناح نے مہاراجہ ہری سنگھ کے ساتھ اس معاہدے پر دستخط کر دیے۔[5] انگریز برصغیر سے تو چلا گیا لیکن دونوں ممالک پاکستان و ہندوستان کے درمیان مسئلہ کشمیر کی صورت میں ایسا تنازعہ چھوڑ گیا جو کئی دہائیوں کے بعد آج بھی دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی کا سبب بنا ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿و من الناس من يعجبک قوله فی الحياه الدنيا و يشهد الله علی ما فی قلبه و هو الدالحصام۔ واذا تولی سعی فی الارض ليفسد و يهلک الحرث و النسل والله لا يحب الفساد۔﴾[6]

لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جنکی باتیں دنیا کی زندگی اچھی لگتی ہیں۔ اور ان کے دل میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اس پر اللہ کو گواہ بناتے ہیں۔ حالانکہ وہ بدترین دشمن ہیں۔ اور جب وہ پیٹھ پھیرتے ہیں تو زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کھیتوں اور انسانی نسلوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ انگریز نے برصغیر سے جاتے وقت بھی یہی پالیسی اختیار کی۔ مسئلہ کشمیر دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی کا سبب بنا دیا گیا۔ اب تک اس مسئلے پر دونوں ممالک کے درمیان تین بڑی جنگیں ہو چکی ہیں۔ جبکہ اقوام متحدہ خاموش تماشائی بنا ہوا ہے۔22 اکتوبر 1947ء کو محسود اور آفریدی پختون قبائل نے کشمیری مسلمانوں کی مدد کے لیے سرینگر کا رخ کر دیا۔ مہاراجہ ہری سنگھ خوف کے مارے بھاگ کر جموں اور پھر وہاں سے دہلی چلا گیا تھا ،جہاں اس نے بھارت سے مدد طلب کی۔ جس کے بعد برصغیر کے آخری گورنر جنرل لارڈ ماونٹ بیٹن نے مہاراجہ ہری سنگھ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ جس کو Instrument of Accession کا نام دیا گیا۔ اس معاہدے کی رو سے مہاراجہ نے بھارت کو قانون آزادی ہند کے تحت کشمیر پر قبضے کی اجازت دے دی۔[7] اس معاہدے کے بعد بھارتی افواج کشمیر میں داخل ہو گی۔ اور مجاہدین کے ساتھ جنگ شروع ہو گی۔ پاکستان نے اس معاہدے کو قبول نہ کیا۔ پاکستانی افواج بھی کشمیر میں داخل ہو گی، اسی طرح پہلی پاک بھارت جنگ کا آغاز ہو گیا۔ دونوں ممالک کے درمیان جب جنگ شدت اختیار کر گی تو یو این او نے دونوں ممالک کو مزاکرات کی دعوت دی۔ اقوام متحدہ کا کمیشن برائے انڈیا و پاکستان اقوام متحدہ کی قرارداد 47 کے تحت تشکیل دیا گیا۔ اس کمیشن کا بنیادی مقصد مسئلہ کشمیر کا حالیہ جائزہ لینا تھا۔ اس کمیشن نے 1949ء میں دونوں ممالک کے درمیان سیز فائر معاہدہ کروایا۔ اس معاہدے کی رو سے دونوں ممالک اپنی اپنی افواج کشمیر سے نکالیں گے۔ جو علاقہ بھارت کے پاس ہے وہ اسی کے پاس رہے گا۔ جبکہ جو علاقہ پاکستان کے پاس ہے وہ اسی کے پاس رہے گا۔ دونوں ممالک کے درمیان حد بندی کر دی گی جسے سیز فائر لائن کا نام دیا گیا۔ پاکستان کی طرف سے اس معاہدے پر جنرل ڈگلس گریسی جبکہ ہندوستان کی طرف سے جنرل رائے بچر نے دستخط کیے۔[8] یو این او نے اس معاہدے کے بعد ہندوستانی وزیر اعظم جواہر لعل نہرو کو یہ حکم دیا کہ استصواب رائے سے فیصلہ کروایا جائے کہ کشمیری عوام کیا چاہتے ہیں۔ کشمیری عوام کی حق خودارادیت کے تحت اس مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے۔ بھارت نے اس وقت تو یہ وعدہ کیا۔ مگر آج تک اس وعدے کو پورا نہ کیا۔ کشمیری عوام آج تک اس وعدے کی وفا کے منتظر ہیں۔ بھارت نے اس وعدے کو پورا کرنے کے بجائے کشمیر میں ظلم و ستم کا آغاز کر دیا۔ لاکھوں کشمیریوں کا قتل عام کیا گیا۔ 5 اگست 2019ء

کو ہندوستانی حکومت نے ریاست جموں و کشمیر کی خود مختاری کا درجہ دینے والی آئینی دفعہ 370 کو ختم کر دیا گیا۔ کشمیری قیادت کو جیلوں میں نظر بند کر کے پوری وادی میں کرفیو لگا دیا گیا۔ نظام زندگی مکمل طور پر منجمد کر دیا گیا۔ پاکستان سمیت دنیا کے بیشتر ممالک نے اس مسئلے پر آواز بلند کی مگر بھارت کو کوئی پروانہ ہوئی۔

شہدائے کشمیر: تقسیم ہند سے اب تک (1947ء–2025ء)۔

دی نیو ہیومینٹیرین نامی انٹرنیشنل صحافی ادارے کی رپورٹ کے مطابق 1947ء سے 1989ء تک ریاست جموں و کشمیر میں تقریباً 40 ہزار کشمیری مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔[9] سی این این نے کشمیر فیکٹس کے نام سے ایک رپورٹ شائع کی جس میں یہ بتایا گیا کہ ہندوستانی حکومت نے 1989ء سے 2008ء کے درمیانی عرصے میں 41000 کشمیریوں کو شہید کیا گیا۔[10] جموں اینڈ کشمیر کو آلیشن آف سول سوسائٹی کی رپورٹ کے تحت 70000 کشمیری مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ ان میں سے بعض مسلمانوں کو حبس بے جا میں رکھا گیا اور بعد میں شہید کیا گیا۔ جس میں کئی مسلمان خواتین بھی شامل تھی۔ جن کو زیادتی کے بعد شہید کیا گیا۔ جبکہ ہزاروں کشمیری نوجوانوں کو فیک انکاؤنٹر کے ذریعے شہید کیا گیا۔[11] دی نیو ہیومینٹیرین (The New Humanitarian) کے مطابق 2008ء سے 2019ء تک ریاست جموں وکشمیر میں 4059 افراد کو شہید کیا گیا۔[12] ساؤتھ ایشیا ٹیرارزم پورٹل کے مطابق 3491 کشمیری لقمہ اجل بنے۔[13] جموں اینڈ کشمیر کو آلیشن آف سول سوسائٹی کے مطابق 4427 کشمیری مسلمان جان کی بازی ہارے۔[14]

بھارت اور مسئلہ کشمیر

مارچ 2002ء میں گجرات کے اندر انتہا پسند پارٹی BJP نے 2500 مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ ان میں سے بعض مسلمانوں کو زندہ جلایا گیا۔ ہزاروں مسلمانوں کو بے گھر کیا گیا۔ جبکہ سینکڑوں مسلمان عورتوں کی عصمت دری کی گی۔ ان تمام فسادات کے پیچھے اس وقت کے گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی کا ہاتھ تھا۔ بھارت کارگل جنگ کی شکست کے بعد اپنا سارا غصہ مسلمانوں پر نکال رہا تھا۔ بھارتی مسلمان کو غدار گھر کہہ کر ان پر ظلم وستم کر رہا تھا۔ دس سال بعد BJP نے اقتدار میں آکر 8 جولائی 2016ء میں کشمیر میں جعلی آپریشن کے ذریعے کشمیری مسلمان برہان وانی کو شہید کیا۔ برہان وانی کی شہادت نے تحریک آزادی کشمیر میں نئی روح پھونک دی۔ کشمیری قیادت نے بغاوت کا اعلان کر دیا تھا۔ پاکستان سمیت دنیا کے تمام اسلامی ممالک نے برہان وانی شہید کو خراج عقیدت پیش کیا۔ BJP کے وزیر داخلہ راجناتھ سنگھ نے راجیہ سبھا میں خطاب کیا کہ پاکستان ایک دہشتگرد کی حمایت کر رہا ہے۔[16][15]

آرٹیکل 35 اے اور 370 کا خاتمہ

5 اگست 2019ء میں بھارتی صدر کی منظوری کے بعد بھارتی وزیر داخلہ امت شاہ نے لوک سبھا اسمبلی میں ایک بل پیش کیا۔ جس کا مقصد آئین کی شق 35 اے اور شق 370 کی منسوخی کے متعلق تھا۔ اسمبلی نے اس بل کو منظور کرنے کے بعد بھارتی آئین کا حصہ بنا دیا گیا۔ اس بل کی منظوری کے بعد بھارت نے ریاست جموں وکشمیر کی خصوصی حیثیت اور خصوصی اختیار ختم کر دیا۔ اس بل کے بعد کشمیر کو ہمیشہ کے لیے بھارت کا اٹوٹ انگ بنا دیا گیا۔[18][17] **آرٹیکل 35 اے**

ہندوستانی آئین میں آرٹیکل 35 اے کی شق موجود تھی۔ جس کے تحت ریاست جموں وکشمیر کو یہ خصوصی حیثیت حاصل تھی کہ ریاست سے باہر کوئی بھی شخص غیر منقولہ جائیداد کا مالک نہیں بن سکتا۔ نہ سرمایہ کاری کر سکتا ہے اور نہ

نوکری کر سکتا ہے۔[20] 19سنہ 1927ء سے 1932ء کے درمیان کشمیر کے آخری حکمران مہاراجہ ہری سنگھ نے یہ قانون بنایا تھا۔ 1952ء میں شیخ عبداللہ اور بھارتی وزیر اعظم جواہر لعل نہرو کے درمیان معاہدہ دہلی ہوا۔ جس کے تحت ریاست جموں و کشمیر کو یہ خصوصی حیثیت دی گئی کہ کوئی بھی غیر کشمیری کشمیر میں شہریت حاصل نہیں کر سکتا، نہ نوکری کر سکتا ہے اور نہ جائیداد کا مالک ہو سکتا ہے، نہ خرید و فروخت کر سکتا ہے۔[21] 1954ء میں بھارتی صدر کے دستخط کے بعد یہ شق ہندوستانی آئین میں شامل کی گئی۔ اب بھارت نے اس شق کو ختم کر کے کشمیریوں کو فلسطینوں کی طرح اپنے ہی وطن میں بے وطن کر دیا ہے۔ اب کوئی بھی بھارتی جب چاہے جس وقت چاہے یہ تمام مزکورہ حقوق بغیر کسی رکاوٹ کے حاصل کر سکتا ہے۔

آرٹیکل 370

کشمیر کے وزیر اعلیٰ شیخ عبداللہ اور بھارتی وزیر اعظم جواہر لعل نہرو کی 5 ماہ کی مشاورت کے بعد آرٹیکل 370 کو بھارتی آئین میں شامل کیا گیا۔ اس آرٹیکل کے تحت ریاست جموں و کشمیر کو نیم خود مختاری دی گئی تھی۔[22] بھارت کے آئین کی دفعات باقی تمام ریاستوں پر لاگو تھی۔ مگر اس آرٹیکل کی وجہ سے ریاست جموں و کشمیر ان دفعات سے مستثنیٰ تھی۔ اس شق کے تحت ریاست جموں و کشمیر کا اپنا جھنڈا اور اپنا آئین بنانے کا حق حاصل تھا۔ بھارتی صدر کے پاس اس آئین کو ختم کرنے کا اختیار بھی نہیں تھا۔ اس شق کے تحت صرف بھارتی حکومت کے پاس ریاست جموں و کشمیر کا دفاع، مواصلات اور خارجہ امور کے اختیارات حاصل تھے۔[23]

موجودہ کرفیو

کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کرنے کے بعد بھارت نے کشمیریوں کی طرف سے احتجاج کو روکنے کے لیے پوری وادی میں کرفیو لگا دیا۔ کشمیری قیادت کو جیلوں میں ڈال کر کئی کشمیری مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ کشمیری مسلمانوں کو مذہبی فریضہ ادا کرنے سے بھی روک دیا گیا۔ 8 ماہ سے زائد عرصہ مسلسل لاک ڈاؤن کے سائے تلے کشمیری تعلیم، صحت، خوراک، اور ادویات سے محروم ہو گئے۔ سڑکیں بند ہیں۔ ایمبولینس کو بھی گزرنے کی اجازت نہیں ہے۔ نظام زندگی مکمل طور پر مفلوج ہے
۔

مسئلہ کشمیر کے پاکستان پر آبی اثرات

پاکستان ایک زرعی ملک ہے جس کی معیشت، توانائی، ماحولیات اور پینے کے پانی کا انحصار مغربی دریاؤں پر ہے۔ بھارت کی جانب سے سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی اور کشمیر پر تسلط کی کوششیں پاکستان کے لیے سنگین آبی بحران کا پیش خیمہ بن رہی ہیں۔ حالیہ کشیدگی کے تناظر میں اگر بھارت پانی کو بطور ہتھیار استعمال کرتا ہے تو اس کے دور رس اثرات پاکستان کی قومی سلامتی، زراعت، صنعتی پیداوار اور معاشرتی استحکام پر مرتب ہوں گے، جو اس تحقیق کا بنیادی موضوع ہے۔

قومی سلامتی پر اثرات

پاکستان ایک زرعی ملک ہے، جہاں پانی کی فراہمی میں معمولی رکاوٹ بھی شدید معاشی اور سماجی بحران کا سبب بن سکتی ہے۔ دشمن کی جانب سے آبی بندش کی دھمکیاں براہ راست قومی سلامتی پر حملہ ہیں۔ اسی حوالے سے ڈاکٹر انور مسعود لکھتے ہیں:

> اگر بھارت نے پانی بند کیا تو پاکستان کو کسی دشمن فوج کی نہیں، صرف قحط، خشک سالی اور بداعتمادی سے شکست ہو جائے گی۔[24]

ڈاکٹر انور مسعود کا یہ بیان واضح کرتا ہے کہ پانی کی بندش فوجی حملے سے زیادہ تباہ کن ہو سکتی ہے۔ قحط، معاشی گراوٹ اور غذائی قلت قوموں کی بنیادیں ہلا دیتی ہیں۔ ایسی صورتحال میں عوامی بغاوت، سیاسی استحکام اور انتشار کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، جو کسی بھی ریاست کی دفاعی طاقت کو کمزور کر دیتا ہے۔ روایتی جنگوں میں دشمن واضح ہوتا ہے، لیکن آبی جنگ میں دشمن نظر نہیں آتا، صرف اثرات محسوس ہوتے ہیں۔ بھارت کی حکمت عملی یہی ہے کہ بغیر جنگ کے پاکستان کو اندر سے کمزور کیا جائے۔ اسی حوالے سے مزید پروفیسر سلیم صدیقی لکھتے ہیں:

> پانی وہ خاموش اسلحہ ہے جس کے ذریعے دشمن آپ کی جڑیں کاٹتا ہے اور آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی۔[25]

بھارت کی بالائی علاقوں پر جغرافیائی اجارہ داری نے اسے ایک خاموش مگر طاقتور ہتھیار فراہم کر دیا ہے۔ آبی وسائل کو کنٹرول میں رکھ کر وہ کسی بھی وقت پاکستان کو دباؤ میں لا سکتا ہے۔ اسی حوالے سے مزید حفیظ صدیقی لکھتا ہے:

> India's control of upstream water gives it significant strategic leverage over Pakistan, which could be exploited during conflicts.[26]

پاکستان کی قومی سلامتی پر سب سے بڑا خاموش خطرہ پانی کی بندش کی صورت میں اُبھر رہا ہے۔ دشمن ملک روایتی جنگ کی بجائے ایسی جنگ چاہتا ہے جو بظاہر قانونی، مگر اثرات میں تباہ کن ہو۔ اسی حوالے سے مزید ڈاکٹر معظم صدیقی لکھتا ہے:

> پانی کی بندش دشمن کا ایسا خاموش ہتھیار ہے جو کسی گولی کے بغیر قوموں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتا ہے۔[27]

بھارت کی واٹر وارفیئر حکمت عملی درحقیقت پاکستان کو ایک خاموش شکست دینے کی کوشش ہے۔ جب پاکستان کی زراعت، صنعت، توانائی اور روزمرہ زندگی پانی کی قلت سے مفلوج ہو جائے تو قومی سلامتی کی تمام بنیادیں متزلزل ہو جاتی ہیں۔ معاہدات کی پاسداری عالمی سطح پر ریاستوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جب ایک فریق جان بوجھ کر ان معاہدات کو توڑے تو یہ صرف قانونی نہیں بلکہ سلامتی کا مسئلہ بن جاتا ہے۔ اسی حوالے سے مزید جنرل (ر) شجاع نواز رقمطراز ہیں:

> سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی پاکستان کے آبی، معاشی اور دفاعی ڈھانچے پر حملہ ہے، جسے صرف سفارتی نہیں، قومی سلامتی کے تناظر میں دیکھا جانا چاہیے۔[28]

جنرل (ر) شجاع نواز نے درست نشاندہی کی کہ سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی دفاعی نقطہ نظر سے جنگی حکمتِ عملی ہے۔ اگر پاکستان پانی کی قلت سے دوچار ہوتا ہے تو اس کی مسلح افواج، دفاعی صنعت اور اسٹریٹجک پلاننگ بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ اس لیے آبی تحفظ کو دفاعی پالیسی کا مستقل حصہ بنایا جانا ناگزیر ہے۔ آبی وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم ملک کے اندر صوبائی کشمکش کو جنم دیتی ہے، جس سے وفاقی وحدت کو شدید خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ اسی حوالے سے ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

> پانی کی منصفانہ تقسیم نہ ہو تو صرف صوبائی اختلافات نہیں، بلکہ وفاقی ڈھانچے پر بھی ضرب لگتی ہے۔[29]

پاکستان میں پانی کی کمی کا مسئلہ اب صرف زرعی بحران تک محدود نہیں رہا، بلکہ یہ وفاقی وحدت اور سماجی ہم آہنگی کے لیے بھی خطرہ بن چکا ہے۔ جب پانی کی منصفانہ تقسیم متاثر ہوتی ہے تو مختلف صوبوں کے درمیان عدم اعتماد اور کشیدگی جنم لیتی ہے۔ اسی حوالے سے گلمن لکھتا ہے:

> Water scarcity not only leads to economic collapse but also causes inter-provincial conflicts, civil unrest, and security breakdowns.[30]

پانی کی قلت کی صورت میں سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ جیسے صوبے پنجاب پر الزامات لگاتے ہیں۔ اس داخلی تقسیم سے پاکستان کے دشمنوں کو موقع ملتا ہے کہ وہ قومی ہم آہنگی کو کمزور کر کے ریاست کو داخلی سطح پر غیر مستحکم کریں۔ یہ براہِ راست قومی سلامتی کا معاملہ ہے۔ عالمی ادارے بارہا خبردار کر چکے ہیں کہ آئندہ جنگیں پانی جیسے وسائل پر ہوں گی۔ مسئلہ کشمیر کی موجودہ صورتحال اور سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی اس خدشے کو حقیقت کے قریب لا رہی ہے۔ اس حوالے سے یونیسکو نے ایک رپورٹ شائع کی ہے:

> Water insecurity could escalate existing geopolitical tensions into full-scale military conflicts.[31]

یونیسکو کی رپورٹ نشاندہی کرتی ہے کہ پانی کی قلت جنگ کی بنیاد بن سکتی ہے۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان پہلے ہی تین جنگیں ہو چکی ہیں اور مسئلہ کشمیر ایک دیرینہ تنازع ہے۔ اگر بھارت نے پانی کو ہتھیار بنایا تو یہ محض اقتصادی یا زرعی چیلنج نہیں رہے گا بلکہ روایتی یا غیر روایتی جنگ کا پیش خیمہ بن سکتا ہے، جس میں پاکستان کی قومی سلامتی براہِ راست داؤ پر لگ جائے گی۔

کشمیر، پانی اور زراعت: قومی زندگی کی بقا کا بحران

پاکستان کا زرعی نظام ان دریاؤں پر منحصر ہے جو براہ راست کشمیر کی وادیوں سے نکلتے ہیں۔ ان دریاؤں کی روانی میں اگر رکاوٹ پیدا ہو جائے تو پورا زرعی نظام متاثر ہوتا ہے۔ مسئلہ کشمیر جہاں سیاسی و جغرافیائی اعتبار سے اہم ہے، وہاں اس کے آبی اثرات اب پاکستان کے زرعی مستقبل پر سنگین سوالات کھڑے کر چکے ہیں۔ اسی حوالے سے عبدالرؤف مزید لکھتے ہیں:

> پاکستان کے بیشتر دریا جن میں جہلم، چناب اور سندھ شامل ہیں، ان کا منبع مقبوضہ کشمیر ہے۔ اگر ان دریاؤں کے بہاؤ میں رکاوٹیں پیدا کی جائیں، تو پاکستان کا زرعی ڈھانچہ درہم برہم ہو سکتا ہے۔[32]

یہ حقیقت اب واضح ہو چکی ہے کہ بھارت ان دریاؤں پر ڈیم بنا کر پانی کو ذخیرہ یا موڑنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ ان اقدامات سے سب سے زیادہ متاثر پاکستان کے وہ کسان ہو رہے ہیں جو زمین کو سیراب کرنے کے لیے انہی دریاؤں کے پانی پر انحصار کرتے ہیں۔ نہری نظام کے غیر یقینی صورتحال نے زرعی منصوبہ بندی کو مفلوج کر دیا ہے۔

بھارتی آبی جارحیت اور زراعت کی تباہی

بھارت کی طرف سے کشن گنگا، بگلیہار اور دیگر ڈیمز کی تعمیر پاکستان کے لیے صرف سفارتی مسئلہ نہیں بلکہ ایک زرعی ہنگامی صورتحال بن چکی ہے۔ پانی کے ذخیرے اور بہاؤ میں تبدیلی نے ملک کی زرعی پیداوار کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اسی حوالے سے مزید ڈاکٹر سرفراز احمد لکھتے ہیں:

بگلیہار اور کشن گنگا جیسے منصوبے انڈس واٹر ٹریٹی کی روح کے خلاف ہیں، اور ان کی بدولت دریائے چناب اور جہلم میں پانی کی مقدار میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے۔ اس کے اثرات سب سے پہلے اور سب سے زیادہ پاکستان کے کسانوں نے محسوس کیے۔[33]

جب کسانوں کو بروقت پانی نہ ملے تو فصلوں کی پیداوار براہ راست متاثر ہوتی ہے۔ پنجاب، سندھ اور بلوچستان جیسے زرعی علاقوں میں پانی کی غیر یقینی دستیابی کی وجہ سے گندم، کپاس، چاول اور گنے کے لیے یہ صورتحال معاشی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے۔

فصلاتی نظام اور موسمیاتی عدم توازن

پاکستان کا زرعی کیلنڈر ایک منظم ترتیب کے تحت چلتا ہے، جو موسم اور پانی کی دستیابی پر منحصر ہے۔ جب دریا خشک ہوں اور نہریں پانی سے خالی ہوں تو کسان اپنی فصلوں کی منصوبہ بندی نہیں کرسکتے، جس سے فصلاتی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اسی حوالے سے مزید پروفیسر اشفاق محمود لکھتے ہیں:

بھارت کے آبی منصوبے موسمیاتی توازن کو بھی بگاڑ رہے ہیں، جس کے باعث پاکستان میں وقت پر بارش نہ ہونے یا زیادہ ہونے کے امکانات بڑھ رہے ہیں۔ فصلوں کے لیے لازمی پانی کی فراہمی اب غیر یقینی بن چکی ہے۔[34]

یہ صورتحال صرف پانی کی قلت تک محدود نہیں رہی بلکہ اس نے دیہی معیشت، کسانوں کی آمدنی، روزگار اور خوراک کی سکیورٹی جیسے مسائل کو بھی جنم دیا ہے۔ جب فصلوں کی پیداوار کم ہوتی ہے تو نہ صرف کسان کا نقصان ہوتا ہے بلکہ ملک میں مہنگائی اور غذائی قلت کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

آبی خودمختاری اور زرعی خودکفالت کا تعلق

پاکستان کی غذائی خودکفالت براہ راست آبی خودمختاری سے وابستہ ہے۔ جب ملک اپنے آبی وسائل پر مکمل اختیار نہ رکھے تو زرعی پیداوار، برآمدات اور معاشی استحکام تینوں متاثر ہوتے ہیں۔ بھارت کی آبی چالاکی نے اس خودمختاری کو مجروح کیا ہے۔ اس لیے مولانا طاہر عثمانی مزید لکھتے ہیں:

زرعی خودکفالت اسی وقت ممکن ہے جب آبی خودمختاری موجود ہو۔ مسئلہ کشمیر نے اس خودمختاری کو خطرے میں ڈال دیا ہے، اور پاکستان کو اپنے آبی حقوق کی جنگ عالمی فورمز پر لڑنی ہوگی۔[35]

یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ پاکستان کی زرعی معیشت دشمن کے آبی اقدامات کے رحم و کرم پر ہے۔ ہمیں سفارتی، قانونی اور سائنسی محاذوں پر فوری طور پر اقدامات کرنے ہوں گے تاکہ آئندہ نسلوں کے لیے پانی، زمین اور خوراک کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے۔

مسئلہ کشمیر اب صرف ایک سرحدی یا سیاسی مسئلہ نہیں رہا، بلکہ اس نے پاکستان کی زرعی بقا کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ دریاؤں پر قبضہ، پانی کی چوری اور آبی رکاوٹیں ہمارے کسان، ہماری زمین اور ہماری معیشت کو پیچھے دھکیل رہی ہیں۔ اگر بروقت اور ٹھوس اقدامات نہ کیے گئے تو یہ بحران پاکستان کے لیے ایک بڑے زرعی و معاشی سانحے میں بدل سکتا ہے۔

مسئلہ کشمیر کے آبی اثرات اور پاکستان کا صنعتی مستقبل

مسئلہ کشمیر کو عمومی طور پر ایک سیاسی و جغرافیائی تنازعہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے، لیکن اس کا ایک پہلو جو اکثر نظروں سے او جھل رہتا ہے وہ آبی اثرات ہیں، جن کا براہ راست تعلق پاکستان کی معیشت، خاص طور پر صنعتی شعبے سے ہے۔ پاکستان کے بیشتر دریا جو صنعتوں کو پانی فراہم کرتے ہیں، مقبوضہ کشمیر سے نکلتے ہیں۔ اگر ان دریاؤں کے بہاؤ میں رکاوٹ آئے، یا ان پر بھارت کی طرف سے مصنوعی بند باندھ کر پانی روکنے کی کوشش کی جائے تو پاکستان کا صنعتی نظام شدید متاثر ہو سکتا ہے۔

صنعتوں کے لیے پانی کی اہمیت اور بھارت کی آبی حکمت عملی

پاکستان کی بڑی صنعتیں جیسے ٹیکسٹائل، چمڑا، فولاد، کیمیکل اور خوراک سازی، پانی پر نہ صرف انحصار کرتی ہیں بلکہ پانی ان کی بقا کا بنیادی ذریعہ ہے۔ بھارت اگر کشمیر کے دریاؤں پر ڈیم بنا کر پانی روکنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہو تو ان صنعتوں کے لیے ضروری خام مال کی تیاری اور پیداوار کا عمل رک سکتا ہے۔ اسی حوالے سے مزید ڈاکٹر عمیر فاروق لکھتے ہیں:

> بھارت کی جانب سے آبی ذخائر کی تعمیر دراصل پاکستان کے صنعتی ڈھانچے کو نشانہ بنانے کی ایک خاموش مگر خطرناک پالیسی ہے۔ اگر پانی کی روانی میں مصنوعی مداخلت کی گئی تو پاکستان کی صنعتی ترقی شدید طور پر متاثر ہو گی۔[36]

یہ اقتباس اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ پاکستان کی صنعتیں پہلے ہی توانائی بحران، خام مال کی قلت اور عالمی مسابقت جیسے چیلنجز کا سامنا کر رہی ہیں۔ ایسے میں آبی کمی ایک ناقابل برداشت بحران کا روپ دھار سکتی ہے، جس سے نہ صرف پیداوار متاثر ہو گی بلکہ برآمدات، روزگار اور زرِ مبادلہ میں بھی کمی واقع ہو گی۔

ٹیکسٹائل انڈسٹری: براہ راست متاثرہ شعبہ

پاکستان کی سب سے بڑی صنعت ٹیکسٹائل ہے، جو کہ ملکی برآمدات کا تقریباً ۶۰ فیصد مہیا کرتی ہے۔ اس صنعت کی بقا کا دارومدار پانی کی وافر دستیابی پر ہے۔ کپاس کی دھلائی، رنگائی، دھاگہ سازی اور تیار مصنوعات کی تیاری تمام مراحل میں پانی کی بڑی مقدار درکار ہوتی ہے۔ اسی حوالے سے مزید زاہد پرویز لکھتے ہیں:

> اگر بھارت کی آبی مداخلت کے نتیجے میں پاکستان میں پانی کی فراہمی متاثر ہوئی، تو سب سے پہلا جھٹکا ٹیکسٹائل انڈسٹری کو لگے گا، جو پہلے ہی توانائی اور خام مال کی قلت سے نبرد آزما ہے۔[37]

یہ صورت حال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ حکومت پانی کے حصول کے لیے سفارتی سطح پر مضبوط موقف اختیار کرے۔ بصورت دیگر پاکستان کی معیشت کو وہ دھچکا لگ سکتا ہے جس کی تلافی دہائیوں میں بھی ممکن نہ ہو۔

صنعتی زونز میں پانی کی قلت: مستقبل کا المیہ

پاکستان میں مختلف صنعتی زونز جیسے فیصل آباد، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، کراچی اور لاہور کا صنعتی انفراسٹرکچر براہ راست پانی کی دستیابی پر قائم ہے۔ اگر ان علاقوں کو دریا سے پانی کی ترسیل میں کمی ہوئی تو صنعتی سرگرمیاں سست روی کا شکار ہو جائیں گی۔ اسی حوالے سے مزید ڈاکٹر شائسہ امین لکھتی ہیں:

> پاکستان کے صنعتی زونز کا مستقبل آبی تحفظ سے وابستہ ہے۔ بھارت کی آبی پالیسی نے ان صنعتی علاقوں کے لیے خطرے کی گھنٹی بجادی ہے، کیونکہ ان علاقوں میں متبادل آبی ذرائع نہایت محدود ہیں۔[38]

اگر پانی کی ترسیل میں رکاوٹ پیدا ہوئی تو نہ صرف صنعتی پیداوار متاثر ہو گی بلکہ ان علاقوں میں بے روزگاری، غربت اور ہجرت جیسے سماجی بحران جنم لیں گے۔

ماحولیات، فضلہ اور صنعتی پانی

صنعتی اداروں میں استعمال ہونے والا پانی صفائی اور ماحولیاتی تحفظ کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ پانی کی قلت نہ صرف پیداوار کو متاثر کرے گی بلکہ صنعتی فضلے کے مناسب اخراج میں بھی رکاوٹ بنے گی، جس سے ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہو گا۔ اسی حوالے سے انجم حسین مزید لکھتے ہیں:

> پانی کی کمی صرف پیداوار کا مسئلہ نہیں بلکہ ماحولیاتی خطرہ بھی ہے، کیونکہ پانی کے بغیر صنعتی فضلہ قابلِ قبول طریقے سے تلف نہیں کیا جا سکتا۔ یہ امر ماحولیاتی تباہی کو جنم دے گا۔[39]

پاکستان کو صنعت اور ماحولیات کے اس باہمی تعلق کو سمجھتے ہوئے پائیدار صنعتی پالیسی مرتب کرنا ہو گی۔ اس لیے مسئلہ کشمیر اب صرف سرحدوں یا عوامی رائے کا مسئلہ نہیں بلکہ پاکستان کی صنعتی خودمختاری اور معیشت کی بقا کا سوال بن چکا ہے۔ بھارت کی آبی جارحیت، عالمی معاہدات کی خلاف ورزی اور خاموش آبی جنگ، پاکستان کی صنعتوں کے لیے گھنٹی ہے۔ اس تناظر میں پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر آبی سفارت کاری کو مزید مؤثر بنانا ہو گا اور اپنے صنعتی زونز کو متبادل ذرائع سے پانی کی فراہمی کو یقینی بنانا ہو گا۔

خلاصہ تحقیق

مسئلہ کشمیر نہ صرف ایک سیاسی تنازع ہے بلکہ اس کے پاکستان پر گہرے آبی، اقتصادی اور سلامتی سے متعلق اثرات بھی مرتب ہو رہے ہیں۔ اس تحقیقی مطالعے میں واضح کیا گیا ہے کہ بھارت کی جانب سے مقبوضہ کشمیر میں آبی وسائل پر کنٹرول اور متنازعہ ڈیموں کی تعمیر نے پاکستان کے لیے سنگین خطرات پیدا کر دیے ہیں۔ دریائے جہلم، چناب اور سندھ جیسے دریا جو پاکستان کی زرعی معیشت کے لیے شہ رگ کی حیثیت رکھتے ہیں، اب ان کی روانی خطرات سے دوچار ہے جس سے نہ صرف زرعی پیداوار میں کمی، بلکہ خوراک کی عدم تحفظ اور دیہی معیشت کی زبوں حالی کا اندیشہ بڑھ رہا ہے۔ صنعت کے شعبے میں پانی کی قلت سے ٹیکسٹائل، شوگر اور پاور سیکٹر بری طرح متاثر ہو رہے ہیں، جو ملکی برآمدات اور صنعتی نمو کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، آبی تناؤ کی صورت میں بھارت کی جانب سے ممکنہ آبی جارحیت پاکستان کی قومی سلامتی کے لیے ایک نیا محاذ بن چکی ہے۔ اس تناظر میں مسئلہ کشمیر صرف جغرافیائی یا سیاسی نہیں بلکہ پاکستان کی بقا، خود کفالت اور سلامتی کا مسئلہ بھی ہے، جس کے حل کے لیے مؤثر سفارتی، ماحولیاتی اور اسٹریٹجک اقدامات ناگزیر ہیں۔

نتائجِ تحقیق

اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ مسئلہ کشمیر نہ صرف ایک دیرینہ سیاسی تنازع ہے بلکہ اس کے پاکستان پر گہرے آبی، اقتصادی اور سلامتی سے متعلق اثرات بھی مرتب ہو رہے ہیں۔ بھارت کی جانب سے مقبوضہ کشمیر میں ڈیموں کی تعمیر اور دریاؤں پر یکطرفہ کنٹرول، خاص طور پر دریائے جہلم اور چناب جیسے اہم دریا، پاکستان کے زرعی اور صنعتی ڈھانچے کے لیے خطرہ بن چکے ہیں۔ زرعی شعبے میں پانی کی دستیابی میں کمی سے فصلوں کی پیداوار میں خاطر خواہ کمی، خوراک کی قلت اور دیہی معیشت کی کمزوری جیسے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، جبکہ صنعتوں، خاص کر ٹیکسٹائل، توانائی اور شوگر سیکٹرز پانی کی کمی کے سبب پیداواری

بحران سے دوچار ہیں۔ یہ صورتحال نہ صرف معیشت کو کمزور کر رہی ہے بلکہ بھارت کی جانب سے ممکنہ آبی جارحیت پاکستان کی قومی سلامتی کے لیے ایک نیا اسٹریٹجک خطرہ بن کر ابھری ہے، جسے ایک خاموش جنگ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ تحقیق اس امر کی تائید کرتی ہے کہ پاکستان کو مسئلہ کشمیر کے سیاسی و انسانی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس کے آبی اور ماحولیاتی اثرات کو بھی عالمی سطح پر مؤثر انداز میں اجاگر کرنا ہوگا، تاکہ دنیا کو اس تنازع کے ان پوشیدہ مگر خطرناک پہلوؤں سے آگاہ کیا جا سکے۔

تجاویز و سفارشات

پاکستان کو چاہیے کہ مسئلہ کشمیر کو آبی جارحیت کے تناظر میں عالمی فورمز پر اجاگر کرے تاکہ بھارت کی دریا روکنے کی پالیسی بے نقاب ہو۔ اس مقصد کے لیے بین الاقوامی ماہرین پر مشتمل مشاورتی بورڈ قائم کیا جائے جو سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزیوں پر تحقیق کرے۔ پاکستان کو سفارتی سطح پر اس معاہدے کی از سرِ نو تشریح کے لیے اقدامات اٹھانے چاہییں اور بھارت کے ڈیم منصوبوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے۔ سب سے اہم سفارش یہ ہے کہ قومی سلامتی پالیسی میں پانی کے تحفظ کو دفاعی حکمت عملی کا حصہ بنایا جائے۔

داخلی سطح پر پاکستان کو فوری طور پر نئے ڈیمز کی تعمیر، جدید زرعی آبپاشی نظام کے فروغ اور صنعتی پانی کی ری سائیکلنگ کو لازمی بنانا چاہیے۔ تعلیمی نصاب میں پانی کے بحران سے متعلق شعور اجاگر کرنے والے مضامین شامل کیے جائیں، اور عوامی آگہی کے لیے طلبہ اور سماجی کارکنوں کو شریک کرتے ہوئے پانی بچاؤ، ملک بچاؤ جیسی مہمات منظم کی جائیں، تاکہ یہ مسئلہ قومی ترجیح بن سکے۔

حوالہ جات

[1] Ahmad Kamal, Hydropolitics in South Asia: A Pakisitani Perspective, (Islamabad: Institute of Strategic Studies, 2016), 112.

[2] Talat Masood,’’Water Security and the Kashmir Dispute,’’ Journal of Regional Studies 28, no. 1 (2018): 35.

[3] United Nations Development Programme, Water Scarcity and Conflict Potential in South Asia, (New York: UNDP, 2019), 56.

[4] - Raghavan, Srinath. War and Peace in Modern India: A Strateg , History of Nehru Years. Ranikhet: Palgrave MacMillan; 2010 edition (August, 359 صفحہ 2010

[5] Hodson, Henry Vincent. The Great Divide: Britain, India, Pakistan. 1. London: Hutchinson. 370 Page. 1969, 1969,

[6] البقرہ (204- 205)

[7] Campbell, B and. Brenner, A. Death Squads in Global Perspective. New York : Palsgrave MacMillan US. 364 page . 2000,

[8] Schofield, Victoria. Kashmir in conflict: India, Pakistan and the unending war. London, 2003,

[9] APDP. Facts Under Ground. Srinagar: The Bund, Amira Kadal, Srinagar. 24 page. 2017, 190001

[10] Connelly, Andrew. Kashmir’s Decade- High Death toll a ‘warning sign; The New Humanitarian. 11(online) April 10: seen) 2019 , April , 2020.). https : // www- thene whumanitarian. Org/ new/2023/04/11/ Kashmir-s-decade-high-death-toll-warning-sign.

[11] Research, CNN Editorial. Kashmir Fast Facts. CNN, (online) 26 March, 2020. (Viewed: 10 April, 2023.) https;//edition. CNN.com/2013/11/08/world/Kashmir-fast-facts/index- html.
[12] SATP. Fatalities in Terrorist Violence 1988-2019-south Asian Terrorism Portal. (online) 19.November, 2019.(Viewed: 10 April, 2023.). https: //www.satp.org/satporgtp/ countries/India/states/jandk/data-sheets/ annual- casualties. htm.
[13] APDP and JKCCS. Annual Human Rights Review 2023. Srinagar: Jammu Kashmir Coalition of Civil Society, 200.
[14] Connelly' Andrew. Kashmir's decade high death toll is a warning sign; The New Humanitarian. (online) 11 June, 2019. (Viewed: 13 April, 2023.). https : //www. The new Humanitarian. Org/news/2019/06/11/Kashmir-s-decade-high-death-toll-warning-sign-
[15] Rajnath Singh Gives Controversial Statement about Muslims in India. Sandesh News. Anonymous Location: YouTube, 18 July . 2016.
[16] Ozmanezyk, Edmund Jan. Encyclopedia of the United Nations and International Agreements. (Editor) Anthony Mango. 3rd. New York: Routledge, New York: London, 1191, 2003.
[17] Khan, Imran. Twitter. (Online) 03 April, 2020. (Viewed: 15 April , 2023.)
[18] Report, News Article 370: India Strips disputed Kashmir of special States. BBC News (online) 05 August, 2019' (viewed: 16 April, 2023.).Https: //www.BBC.com/news/world-asia-india-49231619.
[19] Venkataraman an , k. Explained (How the states of Jammu and Kashmir is being changed. The Hindu. (Online) 06 August, 2019- (viewed: 17 April, 2023.) https: //www.thehindu.com/news/national/other-states/explained-how-the-status-of-Jammu-and-Kashmir-is-being-changed/article 28822866.Eve?homepage=true.
[20] Gupta, Jyoti Bhusan Das. Jammu and Kashmir. The Hague: Martinus Nijhoff, The Hague, Netherlands. 54 page. 1968,
[21] Robinson, Cabeiri deBergh. Body of Victim, Body of Warrior. California: University of California Press. 34- 35 page. 2013,
[22] Noorani, A G – Article 35A is beyond challenge- Greater Kashmir. 14(online) August 10: (Viewed: 18 April, 2023.) https: //www.greater Kashmir. Com/news/opinion/article.35a-is-beyond-challenge./
[23] Noorani, A.G. Article 370: A Constructional History of Jammu and Kashmir. Utter Pradesh: OUP India- 6-5 page. 2011, 2014,
[24] ڈاکٹر انور مسعود ، ”آبی بحران اور قومی سلامتی”،ماہنامہ تحقیقاتِ پاکستان،لاہور،۲۰۲۱)
[25] پروفیسر سلیم صدیقی،” جنوبی ایشیا میں آبی سیاست”، یونیورسٹی آف کراچی، ۲۰۲۰)
[26] (Siddiqi, Hafeez. Hydro-Politics in South Asia, Karachi: University Press, 2020.)
[27] ڈاکٹر معظم صدیقی، ” آبی جنگوں کا نیا محاذ”،ماہنامہ تعبیر، ۲۰۲۱)
[28] جنرل (ر) شجاع نواز،” پاک بھارت تناؤ اور آبی سلامتی”، دفاعی جائزہ، اسلام آباد، ۲۰۲۲
[29] ڈاکٹر خالد محمود، ” پاکستان میں پانی کا مسئلہ:ایک وفاقی تناظر ”،پنجاب یونیورسٹی ، ۲۰۱۹)
[30] (Kugelman, Michael. ”Running on Empty: Pakistan's Water Crisis. ” Wilson Center Report, 2019.)
[31] (UNESCO World Water Report, 2022)

[32] عبدالرؤف ، کشمیر کا تنازع اور جنوبی ایشیا کا مستقبل(اسلام آباد:ادارہ تحقیق و ترقی، ۲۰۱۸)،ص ۷۸۔
[33] ڈاکٹر سرفراز احمد، آبی تنازعات اور جنوبی ایشیا میں طاقت کی سیاست(لاہور:مرکز علوم ارضی،۲۰۲۰)، ص ۹۱۔
[34] پروفیسر اشفاق محمود، جنوبی ایشیا میں آبی بحران اور مستقبل کی حکمت عملی(کراچی:جامعہ کراچی، ۲۰۱۹)،ص ۴۵۔
[35] مولانا طاہرعثمانی ، کشمیرکا مقدمہ اور پاکستان کی ذمہ داریاں (راولپنڈی:دارالفکر، ۲۰۲۱)،ص ۱۲۳۔
[36] ڈاکٹر عمیر فاروق، جنوبی ایشیا میں آبی سیاست اور پاکستان کا صنعتی مستقبل(لاہور:انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز،۲۰۱۹)، ۷۵۔
[37] زاہد پرویز، پاکستان کی برآمدی صنعتیں اور آبی بحران(کراچی: انسٹیٹیوٹ آف انڈسٹریل اکنامکس، ۲۰۲۱)، ٦٣۔
[38] ڈاکٹر شائستہ امین ، آبی سلامتی اور قومی صنعتی حکمت عملی (اسلام آباد:نیشنل ڈیولپمنٹ پبلیکشنز، ۲۰۲۰)، ۳۲۔
[39] انجم حسین، ماحولیاتی تحفظ اور صنعت:پاکستان کا چیلنج (پشاور:ماحولیاتی تحقیقی ادارہ، ۲۰۱۸)، ۹۱۔